حافظ معاذ بن زبیر علی زئی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم ، أما بعد:

والد محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بیالیس سال (۱۹۷۲ءتا ۲۰۱۳ء) کے عرصہ میں متعدد کتب تصنیف کیں، جن میں اردو کتب بھی شامل ہیں۔ اُردو دان طبقہ میں تحقیقی و علمی مقالات اور فتاویٰ علمیہ معروف و مشہور ہیں۔ سال ۲۰۲۳ء میں، میں نے والد محترم رحمہ اللہ کی کتب کی اشاعت کا از سرے نو سلسلہ شروع کیا، جن میں مقالات بھی شامل تھی۔ والد محترم رحمہ اللہ ائمہ محدثین مثلاً امام لیث بن سعد رحمہ اللہ وغیرہ کے منہج پر چلتے ہوئے اپنی کتب کی مراجعت ونظر ثانی کرتے رہتے تھے۔ والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے قلم سے جہاں کہیں بھی تصحیح و تنقیح کر رکھی تھی، میں نے جدید مطبوعات میں ان کے مطابق تصحیحات کردی ہیں۔ بعض مقامات پر اپنے حاشیہ جات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ یاد رہے کہ والد محترم رحمہ اللہ کی کتب کے متن میں جو بھی تصحیح کی گئی ہے وہ انھی کے قلم سے موجود تھی۔ سوائے دو مقامات کے:

۱: مقالات جلد ۱ صفحہ ۱۹ پر صحیح البخاری (۳۶۶۸) کی حدیث کے متن میں ''قَدَ مَاتَ'' کمپوزنگ کی غلطی کی وجہ سے لکھا ہوا تھے۔ کمپوزنگ کی اس غلطی کی اصلاح ''قَـدْ مَـاتَ'' یعنی دال پر فتح کے بجائے جزم میری طرف سے ہے۔

۲: مقالات جلد ۱ صفحہ ۲۴۶ پر سنن دارقطنی (۱/۴۰۴ ح ۱۴۲۹) لکھا تھا۔ یہاں کمپوزنگ کی غلطی کی وجہ سے نمبر غلط لکھا گیا۔ یعنی ۱۴۹۲ کی بجائے ۱۴۲۹ لکھا گیا۔ نشر و اشاعت و کمپوزنگ سے منسلک لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان پیج سافٹ ویئر میں نمبر زالٹی جانب سے لکھے جاتے ہیں مثلاً اگر ۱۴۹۲ لکھنا ہو تو پہلے ۲، پھر ۹، پھر ۴، اور پھر ا لکھا جاتا ہے۔ جبکہ عام ترتیب میں پہلے ا، پھر ۴، پھر ۹ اور پھر ۲ لکھا جاتا ہے۔ اسی لیے یہاں متن میں، میں نے حدیث نمبر درست کردیا ہے۔

متن میں صرف یہ دو تصحیحات میری طرف سے ہیں، باقی والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے قلم سے کر رکھی تھیں۔ والحمد للہ

جن احباب نے ۲۰۲۳ء سے پہلے مقالات خرید رکھے ہیں، اُن احباب کے فائدہ کے لیے اس مضمون میں ان تمام تصحیحات وحواشی واضافہ جات کو پیش کیا جارہا ہے:

تحقیقی مقالات جلد اوّل/ حواشی و تصحیحات

ص ۱۹، سطر ۸:

''قَدَ مَاتَ'' کو ''قَدْ مَاتَ'' کریں۔ یہ تصحیح میری طرف سے ہے۔

ص ۸۰، سطر ۴ پر حاشیہ:

اسی کتاب ص ۵۳۵ کے حوالہ سے میں نے حاشیہ میں وضاحت کی کہ: ''راجح یہ ہے کہ احمد بن کامل جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق وحسن الحدیث ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھئے مقالات (۲/ ۳۵۸) اور یہی کتاب (ص ۵۳۵)''۔

ص ۹۴، سطر ۱۳:

والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی نسخہ میں ''للطالبی'' کو کاٹ کر ''لطالبی'' لکھ رکھا ہے۔

ص ۱۰۵، آخری سطر:

''سندہ حسن'' پر لائن لگا دیں کیونکہ ملحقہ صفحہ ۱۰۶ پر والد محترم رحمہ اللہ نے تنبیہاً لکھ رکھا ہے کہ یہ روایت ابن وہب المصری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

ص ۱۱۲، سطر ۱۶:

تخریج کے آخر میں والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی نسخہ پر لکھا: ''البحر الزخار: ١٧/ ٩٦ ح ٩٦٤٢''۔

ص ۱۱۷، سطر ۱۴:

''شہر دمشق'' کے سامنے والد محترم رحمہ اللہ نے لکھا: ''کے مشرق''۔

ص ۱۲۲، سطر ۲:

والد محترم رحمہ اللہ نے مستدرک حاکم کا حوالہ لکھا: ''۲/ ۳۸۴ ح ۳۴۴۸''۔

ص ۱۲۴، سطر ۵، فقرہ ۱:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام کے سامنے اشارہ کرتے ہوئے والد محترم رحمہ اللہ نے لکھا:

''دلائل النبوة للمستغفري: ٢/ ٥٤٨ ح ٣٧٠''۔

ص ۱۲۵، نیچے سے سطر ۵، فقرہ ۲۲:

والد محترم رحمہ اللہ نے حوالہ لکھا کہ: ''سنن الترمذی: ۳۶۱۷، مشکوۃ المصابیح: ۵۷۷۲''

ص ۱۶۴، سطر ۱۲، فقرہ ۱۴:

میں نے ''شعار اصحاب الحدیث لابی احمد الحاکم الکبیر'' کے بارے میں حاشیہ لکھا کہ ''یہ کتاب علیحدہ سے بھی مطبوع ہے۔''

ص ۲۴۶، سطر ۷:

سنن الدارقطنی کی حدیث کا نمبر درست کرلیں: ۱۴۹۲ (یہ تصحیح میری طرف سے ہے)

ص ۲۵۴، سطر ۱۴، فقرہ ۲، تدلیس القطع:

میں نے حاشیہ لکھا: ''اس کی سند حسن ہے، ابراہیم بن محمد المروزی کی بیان کردہ روایت کے بارے میں امام حاکم نے کہا: ''وكلها صحيحة على شرط مسلم''

(المستدرک: ۲۱۵۵، اتحاف المہرہ: ۱۹۳۶۶)

امام ابن الملقن نے اس روایت کو البدر المنیر (۶/ ۵۴۳) میں نقل کیا اور امام حاکم کی تصحیح بھی نقل کی۔ امام ابن الملقن البدر المنیر کے مقدمہ (۱/ ۳۱۶، ۳۱۷) میں فرماتے ہیں کہ امام حاکم کی تصحیح نقل کرنے کے بعد میں سکوت کروں تو معاملہ اسی طرح ہے (یعنی حدیث کی تصحیح ہے) کیونکہ میں نے سند کی جانچ پڑتال کی ہوتی ہے۔''

ص ۲۶۳، سطر ۱:

حمید الطّویل عن انس کے حوالہ سے میں نے حاشیہ میں لکھا کہ: ''ملاحظہ کیجئے: مقالات

(۵/ ۲۱۶، ۲۱۷) شمائل ترمذی بتحقیق ابی رحمہ اللہ (ح ۱۸۳)''۔

ص ۲۶۴، نیچے سے سطر ۲:

والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی نسخہ میں ''معنعن اور'' کے الفاظ حذف کر دیئے تھے۔

ص ۲۹۳، سطر ۱۳:

میں نے ''احمد بن النضر العسکری'' پر حاشیہ ۱ لکھا کہ: ''امام ابوالحسین احمد بن جعفر بن محمد بن عبداللہ المعروف بابن المنادی رحمہ اللہ نے کہا: ''کان من ثقات الناس''۔

(تاریخ بغداد ۵/ ۱۸۶ ت ۲۶۳۵ وسندہ صحیح)''

میں نے ''محمد بن آدم المصیصی'' پر حاشیہ ۲ لکھا کہ:

''امام ابوحاتم رازی اور امام نسائی رحمہما اللہ نے کہا: ''صدوق''۔

(الجرح والتعدیل ۷/ ۲۰۹، مشیخۃ النسائی ص ۵۰ رقم ۱۱)

ابوالقاسم الحنائی رحمہ اللہ نے کہا: ''وھو ثقة والله أعلم'' (فوائد الحنائی ۱/ ۵۸۲ ح ۹۸)

ابن حبان رحمہ اللہ نے الثقات (۹/ ۹۴) میں ذکر کیا۔

ابوبکر عبداللہ بن محمد بن النعمان الاصبہانی رحمہ اللہ نے کہا: ''وکان یقال إنه من الأبدال'' (حلیۃ الأولیاء ۲/ ۱۴۴ وسندہ صحیح)

ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: ''ثقة'' (الکاشف: ۱۲/ ۴۷)''

میں نے تنبیہاً حاشیہ ۳ لکھا کہ ان دونوں کی توثیقات کے باوجود: ''یہ روایت المحاربی ''صدوق مدلس'' (الفتح المبین: ۸۰/ ۳) کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔''

ص ۳۰۹، سطر ۱۱:

شیخ حبیب الرحمٰن حفظہ اللہ نے حاشیہ لکھا کہ: ''مسند أبي داود الطيالسي: ١/ ٤٩١ ح ٦٠٠''۔

ص ۳۳۰، سطر ۴:

والد محترم رحمہ اللہ نے معجم الکبیر للطبرانی کی حدیث کا نمبر لکھا: ''ح ۱۳۰۵۸''۔

ص ۳۳۰، آخری سطر:

والد محترم رحمہ اللہ نے لکھا: ''فيه يونس بن عبيد وهو مدلس''۔

میں نے بطور حاشیہ اس کی توضیح یوں کی: ''والد محترم رحمہ اللہ کا یہ مضمون ماہنامہ الحدیث (۴/ ۲۶ طبع ستمبر ۲۰۰۴ء) میں شائع ہوا، والد محترم رحمہ اللہ نے مقالات کے اپنے ذاتی نسخے پر جو ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا، اپنے قلم سے اس روایت پر لائن لگا کر لکھا کہ ''يونس بن عبيد وهو مدلس وعنعن ''یعنی وہ اس روایت کو یونس بن عبید کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے تھے۔ میں نے ۲۰۲۳ء میں مقالات کا نیا اِڈیشن شائع کیا جس کے حاشیہ میں والد محترم رحمہ اللہ کا حکم شامل کر دیا تھا۔

پھر ۱۰/ جولائی ۲۰۲۴ء کو مقالات کا یہ اِڈیشن اشاعۃ الحدیث کی ویب سائیٹ اور موبائل ایپ میں شامل کر دیا تھا۔ جو بھی تحقیق کرنا چاہے ہمارے پاس ریکارڈ (ہسٹری) محفوظ ہے۔ والحمد للہ

طبقات المدلسین کا پہلا اِڈیشن شوال ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء کو شائع ہوا۔ یعنی والد محترم رحمہ اللہ نے ۲۰۰۵ء میں ہی یونس بن عبید کو مدلس قرار دے دیا تھا، پھر مقالات مطبوعہ ۲۰۱۰ء کے ذاتی نسخے صفحہ ۳۳۰ پر تصحیح (یعنی مراجعت) کر لی تھی۔ عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ مصنف کی آخری تحقیق کا ہی اعتبار کیا جائے۔ والد محترم رحمہ اللہ طبقات المدلسین (اشاعت ۲۰۰۵ء) اور تحقیقی مقالات (ذاتی نسخہ اشاعت ۲۰۱۰ء) پر تصحیح کر کے بَری الذمہ ہو چکے ہیں۔ یاد رہے کہ بیدار مغز مؤلف وقتاً فوقتاً اپنی مطبوع و غیر مطبوع کتب میں حک و اضافہ اور کاٹ چھانٹ کرتا رہتا ہے، دیکھئے حلیۃ الاولیاء (۷/ ۳۱۹ وسندہ حسن)۔ اس سے کسی بھی انصاف پسند بندے کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بہتر ہے کہ عصرِ حاضر کے علماء کو چاہیے کہ تنقید کرنے سے پہلے وارثین سے رابطہ کر لیا کریں تاکہ انھیں یہ بات معلوم ہو جائے کہ والد محترم رحمہ اللہ کی فلاں مسئلے میں کیا تحقیق تھی؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق بیان کرنے کی اور حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''۔

ص ۳۸۸، سطر ا:

میں نے ''مسدد رحمہ اللہ کے نام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے خط'' پر حاشیہ لکھا کہ:

''اس خط کے راوی ''أحمد بن محمد البردعي التميمي '' کو امام ابوالقاسم ابن مندہ رحمہ اللہ نے مجہول کہا۔ اور اس کی نقل پر کلام بھی کیا اور ''منکر'' کہا۔ دیکھئے شرح حدیث النزول لابن تیمیہ (ص ۴۴)''۔

ص ۴۰۳، سطر ۶، فقرہ ۸:

والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی نسخہ پر ''**له إمام**'' پر لائن لگا کر یہ حدیث لکھ رکھی ہے:

''من مات وليس **عليه إمام** مات ميتة جاهلية'' (ابن ابی عاصم فی السنۃ: ۱۰۵۷، وسندہ حسن)

''وسندہ حسن'' کا حکم والد محترم رحمہ اللہ نے ہی لگا رکھا ہے۔

ص ۴۰۳، سطر ۹، فقرہ ۸:

والد محترم رحمہ اللہ نے ''تدري ما الإمام؟'' کے بعد ''الإمام'' کا اضافہ لکھا۔ نیز ''یجتمع'' کے اوپر لائن لگا کر لکھا: ''يجمع''۔ یعنی مکمل قول یوں ہے:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ''تدري ما الإمام؟ الإمام الذي يجمع المسلمون عليه كلهم'' إلخ (السنۃ لابی بکر بن الخلال: ص ۸۱ فقرہ: ۱۰)

یہ تصحیح والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے قلم سے کر رکھی ہے۔

میں نے اس قول پر حاشیہ لکھا کہ: ''مسائل الامام أحمد رواية ابن هانی (۲/ ۱۸۵ ح ۲۰۱۱ واللفظ له)''۔

ص ۴۰۸، سطر ۴، فقرہ ۳۰ کے بعد:

شیخ حبیب الرحمٰن حفظہ اللہ نے حاشیہ لکھا کہ:

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کے بارے میں امام ابن القطان الفاسی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''من أهل الحديث والفقه ثقة (بیان الوہم والایہام ۵/۲۳۲)''

ص ۴۱۱،سطر ۴:

میں نے ''علی بن عبداللہ بن المبارک الصنعانی'' کے بارے میں حاشیہ لکھا کہ:

''یہ علی بن محمد بن عبداللہ بن المبارک الصنعانی (ابن اخت زید بن المبارک) ہیں۔ ان سے ابوعوانہ الاسفرائینی نے مستخرج علی صحیح مسلم (۸۸، وغیرہ) میں متعدد روایتیں لیں، نیز ان کے موثقین بذریعہ تصحیح حدیث: حاکم، ضیاء المقدسی، ذہبی، ابن کثیر اور حافظ ابن حجر العسقلانی وغیرہ۔ رحمہم اللہ اجمعین''۔

ص ۴۱۱،سطر ۱۱:

میں نے ''احمد بن محمود الہروی'' کے بارے میں حاشیہ لکھا کہ:

''یہ احمد بن محمود بن صبیح بن مقاتل البغدادی ہیں۔

دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۶/۴) تاریخ بغداد (۶/۳۶۹)

امام ابن حبان نے صحیح ابن حبان میں ان سے روایتیں لیں اور فرمایا: ''الشیخ الصالح'' (ح ۳۸۶۵، ۶۰۴۵، ۵۵۸۹)

حافظ ذہبی نے فرمایا: ''وکان ثقةً صالحًا'' (تاریخ الاسلام: ۲۳/۵۴)''

ص ۴۲۱،سطر ۱۴، فقرہ ۴:

متن میں والد محترم رحمہ اللہ نے مومل بن اسماعیل کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کی توثیق الجامع للخطیب سے نقل کی تھی، میں نے اس پر حاشیہ لکھا کہ:

''امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''وکان ثقة'' (المزکیات: ۱۵، وسندہ صحیح کالشمس)''

ص ۴۲۳،سطر ۱:

میں نے ''مومل بن اسماعیل'' کے بارے میں حاشیہ لکھا کہ:

''وقال ابن کثیر فی حدیثہ: ''إسناد صحیح'' (تفسیر ابن کثیر: المائدۃ: ۶)

نیز مومل عن سفیان الثوری کے بارے میں فرمایا: ''وھذا إسناد صحیح علی شرط البخاري'' (الاحکام الکبیر: ۲/۱۱۲)''

ص۴۲۳، سطر ۱۳:

شیخ نصیر احمد کاشف حفظہ اللہ نے حاشیہ لکھا کہ:

''وقال النسائی: ''کثیر الخطأ'' (عمل الیوم واللیلۃ: ۸۵) ''

ص۴۲۴، سطر ۱۶:

میں نے حاشیہ میں مومل بن اسماعیل کے بارے میں لکھا کہ: ''وروی عنه یحیی بن سعید القطان فسر بذلك (العلل للدارقطنی: ۵/ ۲۱۱۱ وسندہ حسن)''

ص۴۲۷، آخری سطر:

والدِ محترم رحمہ اللہ نے لکھا:

''**۲۵:** منذری (الترغیب والترہیب: ۱/ ۱۹۶ حدیث عُرَی الإسلامِ)''

ص۴۲۹، سطر ۹:

میں نے حاشیہ میں ''احمد بن الحسین الصوفی'' کے بارے میں لکھا کہ:

''ابو عبداللہ احمد بن الحسن بن عبدالجبار بن راشد الصوفی البغدادی:

وثقہ الحاکم (سوالات السجزی: ۱۳۱)

وابو یعلی الخلیلی (الارشاد: ۲/ ۶۰۹)

والخطیب البغدادی (نسخہ بشار: ۵/ ۱۳۲)

والسمعانی (الانساب: ۳/ ۵۶۶)

وابن الجوزی (المنتظم: ۱۳/ ۱۸۲)

وابن المستوفی (تاریخ اربل: ۲/ ۳۸۳)

والذہبی (سیر: ۱۴/ ۱۵۲، العبر: ۱/ ۴۵۰)

وروی عنہ ابن حبان فی صحیحہ عدۃ من احادیثہ۔''

ص۴۲۹، سطر ۱۱:

میں نے حاشیہ میں ''محمد بن خلف بن عبدالحمید'' کے بارے میں لکھا کہ: ''احمد بن

الحسن الصوفی کے اساتذہ میں محمد بن خلف کا تعین نہیں ہو سکا، لہٰذا سند ضعیف ہے۔‘‘

ص ۴۳۰، سطر ۱۱:

میں نے امام سماک بن حرب رحمہ اللہ کے بارے میں حاشیہ لکھا کہ: ’’شیخ الاسلام ابونصر السجزی رحمہ اللہ نے فرمایا: ’’شيخ ثقة تابعي، ربما يخطي، ومن الذي كان من الخطأ والنسيان معصومًا؟ فجلّ من لا يغلط؟‘‘ (السبعیات: ص۴۳۲)‘‘

ص ۴۳۱، سطر ۱۵، فقرہ ۷:

میں نے امام سماک بن حرب رحمہ اللہ کے بارے میں حاشیہ لکھا کہ: ’’قال النسائی: ’’ليس ممن يعتمد عليه إذا انفرد بالحديث لأنه كان يقبل التلقين‘‘۔

(السنن الکبریٰ: ۳/ ۳۶۸ ح ۳۲۹۵ نسخہ اخریٰ: ح ۳۳۰۹)‘‘

ص ۴۳۵، سطر ۴، فقرہ ۲۶:

میں نے امام سماک بن حرب رحمہ اللہ کے بارے میں حاشیہ لکھا کہ: ’’ابن سید الناس کا رجحان سماک کی منفرد روایات قبول نہ کرنے کی طرف ہے، واللہ اعلم، اِلا یہ کہ سماک سے نیچے شعبہ یا ثوری ہوں۔ (دیکھئے النفح الشذی فی شرح جامع الترمذی: ۱/ ۳۲۰، ۴/ ۸۱، ۲/ ۵۸)‘‘

ص ۴۳۸، سطر ۵:

میں نے ’’شعبہ عن سماک‘‘ کے تحت بطور فائدہ حاشیہ میں لکھا کہ: ’’امام شعبہ رحمہ اللہ سماک بن حرب کی تلقین قبول نہیں کرتے تھے، لہٰذا شعبہ کی سماک سے روایت تلقین و اختلاط سے پہلے کی ہے اگرچہ سماک عکرمہ سے روایت کریں۔ (دیکھئے المعرفہ والتاریخ: ۳/ ۲۰۹ وسندہ صحیح والضعفاء للعقیلی: ۲/ ۱۷۹، العلل ومعرفۃ الرجال: ۱۹۷ وسندہ صحیح والضعفاء للعقیلی: ۲/ ۱۷۸ وسندہ صحیح، الاحکام الوسطی: ۳/ ۲۵۵، التلخیص الحبیر: ۲/ ۴۳۲، النفح الشذی: ۲/ ۵۸، نیز دیکھئے تہذیب التہذیب طبع دبئ: ۵/ ۴۳۹)‘‘

ص ۴۳۸، سطر ۷:

میں نے ’’سماک عن عکرمہ‘‘ کے تحت بطور فائدہ حاشیہ میں لکھا کہ:

’’امام علی بن المدینی رحمہ اللہ نے ’’رواية سماك عن عكرمة‘‘ کے بارے میں

فرمایا کہ ''مضطربة''۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر: ۴۱/ ۹۷ وسندہ صحیح، وانظر مسائل ابی داود: ۲۰۱۶، بیان الوہم والایہام: ۴/ ۵۸)

امام ابوبکر الاثرم کا بھی یہی رجحان ہے۔ (کتاب الاثرم/ الامام لابن دقیق العید: ۱/ ۱۳۵)''

ص ۴۳۸، نیچے سے سطر ۲:

میں نے حاشیہ لکھا کہ: ''والد محترم رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ہمیں ابن حجر کا قول مل گیا کہ: ''لم یدلس فیه'' لیکن متقدمین میں سے ہمارے علم کے مطابق کسی نے ایسا نہیں کہا۔ لہٰذا سماک تدلیس سے بری ہیں۔''

ص ۴۵۲، سطر ۱۵:

میں نے حاشیہ میں ''بکر بن سہل الدمیاطی'' کے بارے میں لکھا کہ:

''والد محترم رحمہ اللہ کی آخری تحقیق میں یہ راوی ''وثقه الجمهور'' ہے۔

(فضائل درود وسلام: ص ۲۲، صحیح ابن خزیمہ: ۲۰۹۳)''

ص ۴۵۴، سطر ۱:

والد محترم رحمہ اللہ نے متن میں لکھا کہ: ''ممکن ہے کہ یہ قول ابو احمد الحاکم الکبیر کی کتاب الکنیٰ میں ہو۔ واللہ اعلم''۔

اس کے تحت میں نے حاشیہ میں لکھا کہ: ''الاسامی والکنی (۵/ ۱۰۹ رقم: ۳۶۷۷، طبع الفاروق الحدیثیہ، الطبعۃ الاولیٰ: ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء)''۔

تنبیہ: ہمارے پاس لائبریری میں الاسامی والکنی کا ناقص مطبوع نسخہ ہے جس میں امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ کا ترجمہ ہی نہیں ہے۔ الفاروق الحدیثیہ کا نسخہ پہلی مرتبہ ۱۴۳۶ھ بمطابق ۲۰۱۵ء کو شائع ہوا، یعنی والد محترم رحمہ اللہ کی وفات کے دو سال بعد۔

ص ۴۵۵، سطر ۷:

میں نے حاشیہ میں امام ابوزرعہ الدمشقی رحمہ اللہ کا قول لکھا کہ: ''الاسامی والکنی (۵/ ۱۰۹ رقم: ۳۶۷۷ وسندہ صحیح) وفیہ: نعیم یصل أحادیث یوقفها الناس''۔

اسی کے تحت بطور فائدہ عرض ہے کہ سطر ۱۲ پر لکھا ہے کہ ''محمد بن العباس العصمی کا تذکرہ بھی مطلوب ہے''۔ بعد میں والد محترم رحمہ اللہ کو ان کے حالات مل گئے تھے۔ اسی لیے ۲۶ شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ۱۴/ستمبر ۲۰۱۲ء کے ایک مضمون میں انھوں نے لکھا:

''ابو عبداللہ محمد بن العباس بن احمد الرئیس العصمی، ابن ابی ذھل رحمہ اللہ: وہ ثقہ ثبت تھے۔ (تاریخ بغداد: ۳/۱۲۰ ت ۱۱۳۸، سیر اعلام النبلاء: ۱۶/۳۸۰-۳۸۲)''۔

(دیکھئے مقالات: ۶/۳۳۴ نیچے سے سطر ۴، فقرہ ۲)

ص ۴۶۰، آخری سطر:

والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی نسخہ پر امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ کے بارے میں مزید تصحیحات نقل کر رکھی تھیں کہ:

''ابن الترکمانی: صحح له في الجوهر النقي (۲۸۱/۸)

ابو نصر احمد بن عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن اسحاق الاصبہانی المعروف بالغازی (متوفی ۵۳۲): "هـذا حـديث ثابت فرد حسن الإسناد" . (الجزء الثالث من مجلس أبي نصر أحمد الغازي ص ۲٤۳ ح ۷، [م ۵۳۲، الشاملة])''

ص ۴۸۱، سطر ۶:

میں نے حاشیہ لکھا کہ ''قال أبي رحمہ اللہ تعالیٰ في المنتخب من تاريخ بغداد (۳/ ۵۹ ت ۱۰۹٤): "لعله القاضي أبو العلاء الواسطي وهو ضعيف".

قلت: هو كما قال . وانظر موضح أوهام للخطيب (۱/ ۲۱۵)''۔

بطور فائدہ عرض ہے کہ میں نے والد محترم رحمہ اللہ کے مختلف ذاتی نسخوں سے ان کی تحکیم و فوائد نقل کر رکھے ہیں جنھیں میں نے ''المنتخب'' کا نام دیا ہے، مثلاً المنتخب من تاریخ بغداد میں والد محترم رحمہ اللہ نے جہاں کہیں اپنے قلم سے لکھا، میں نے اسے محفوظ کر لیا ہے، اور اسے کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ ہے، ان شاء اللہ۔ یسر اللہ لنا طبعہ

اسی طرح مسند احمد، سنن الدارقطنی، سنن الکبری للبیہقی وغیرہ سے بھی میں نے منتخبات

محفوظ کر رکھے ہیں۔ والحمدللہ

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ میری تحقیق میں امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ جب بھی امام حاکم رحمہ اللہ سے تاریخ نیشاپور کی روایت نقل کرتے ہیں تو ابوالعلاء الواسطی (ضعیف) کی سند سے ہی نقل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ص ۴۸۹، سطر ۲:

میں نے حاشیہ لکھا کہ ''عن أبي مکتوم عیسی بن أبي ذر عن أبیه.

(الطرق العلمیة فی تخریج الاحادیث النبویة: ۱/ ۲)

کذا وجدتُ بخط أبي رحمہ اللہ تعالیٰ.

وانظر قطف الثمر في رفع أسانید المصنفات (ص ٤١)''

یعنی فخر ابن البخاری اور ابوذر ہروی کے درمیان ابومکتوم عیسی کا واسطہ گر گیا تھا۔

فائدہ: فضیلۃ الشیخ عبدالحمید رحمتی رحمہ اللہ نے اس سند پر مفید بحث کر رکھی ہے۔ دیکھئے والد محترم رحمہ اللہ کی حیات وخدمات پر مطبوع محدث العصر نمبر (ص ۳۳۵، ۳۳۹)

ص ۵۱۸، نیچے سے سطر ۳:

سابقہ طبع (مئی ۲۰۱۰ء) میں لکھا ہوا تھا کہ ''صفات واسماء الرجال''۔

والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے قلم سے یوں تصحیح کر رکھی تھی: ''الاسماء والصفات''۔

ص ۵۳۴، نیچے سے سطر ۴:

میں نے ''ابن قحطبہ'' کے بارے میں حاشیہ لکھا کہ ''**عبد اللّٰہ بن محمد بن قحطبة بن مرزوق:** روی عنه ابن حبان، ووثقه أبو علي الحافظ (کما فی المستدرك ۱/ ۲٦٧ ح ٩٨٤ وسنده صحیح) وروی له أبو نعیم الأصبهاني فی المستخرج علی صحیح مسلم (ح ١٤٦٥، ٢٢٢٢)''

ص ۵۳۵، نیچے سے سطر ۷:

والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی نسخے پر ''احمد بن کامل القاضی'' کے بارے میں لکھا:

''بل هو صدوق حسن الحديث''۔

والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے قلم سے مزید لکھا: ''بلکہ یہ کہ احمد بن کامل جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے صدوق و حسن الحدیث ہیں۔ (دیکھئے مقالات ۲/ ۳۵۸)''۔

ص ۵۳۶، آخری سطر:

والد محترم رحمہ اللہ نے ''عبداللہ بن علی بن المدینی'' کے بارے میں لکھا کہ:

''امام دارقطنی کا ایک قول اس راوی کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔''

میں نے حاشیہ میں وہ قول نقل کیا کہ ''قال حمزة السهمي: "وسألت الدارقطني، قلت له: ذكر علي بن المديني الشافعي أنه لا يكتب حديثه. فقال ليس هو بشئ، كأنه أنكر أن يقول علي ذلك فقلت: حكى عنه ابنه في كتابه فقال: سألت أبي عن الشافعي فقال: لا يكتب حديثه قال: ليس هو بشئ، وأشار بيده كأنه من عمل ابنه" (سؤالات السهمي: ۳۸۷)''

ص ۵۴۰، سطر ۶:

میں نے حاشیہ میں لکھا کہ'' والد محترم رحمہ اللہ نے اپنے ذاتی نسخہ پر ''سنده حسن'' کاٹ کر ''سنده ضعيف'' لکھا۔ نیز ''فيه أحمد بن جميل الهروي'' لکھ کر اشارہ کیا کہ اس کے حالات مطلوب ہیں۔ الضعفاء الکبیر للعقیلی کے دیگر نسخوں کے لیے دیکھئے (۴/ ۱۵۴۷، ۴/ ۴۴۳، ۶/ ۴۲۸)''

ص ۵۴۳، نیچے سے سطر ۳:

والد محترم رحمہ اللہ نے قاضی شریک کے قول کے سامنے لکھا کہ:

''الجامع للخطیب (۱/ ۳۳۱ ح ۵۹۷ وسندہ صحیح)''

ص ۶۱۴، سطر ۹، فقرہ ۱:

والد محترم رحمہ اللہ نے مقالات کی اصل فائل میں بنفسہ تصحیح کروائی کہ:

''ابن لہیعہ (بعد از اختلاط) حافظے کی وجہ سے ضعیف ہے (نیز مدلس بھی ہے)''